صالحین کی موت کے بعد ان کے آثار سے تبرک

تبرک وصال کے بعد

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ﴾

قرآن الحکیم ۔ البقرہ ۲:۱۲۵

ترجمہ : اور (انہیں حکم دیا کہ) ابراھیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بنالو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بنائیں، اس میں نماز ادا کریں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ کے قدمین شریفین کی جگہ سے برکت حاصل کی جائے اور وہ جگہ جس میں حجر اسود ہے جب آپ نے اس پر قدم رکھا اور جب اس پر کھڑے ہوئے تو لوگوں کو حج کے لئے بلایا:

یَآاَیُّهَا النَّاسُ اَجِیْبُوْا رَبَّکُمْ

ترجمہ : اے لوگو! اپنے رب کے حضور حاضر ہو جاؤ۔

اسی طرح حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فاکھانی سے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

یہ وہ جگہ ہے جہاں سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حجر کو رکھا یہ اسی جگہ رہا۔ پھر زمانہ جاہلیت میں سیلاب کے خوف سے اسے بیت اللہ میں لگا دیا گیا۔ پھر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اشارہ سے اسے واپس اسی جگہ لوٹا دیا۔ جس طرح تجویز دی گئی کہ اس کو نماز کی جگہ بنالی جائے۔ پھر آیتِ مقدسہ نازل ہوئی۔ پھر اسے ام نھشل کا سیلاب اسے بہا کر لے گیا اور یہ مکۃ المکرمہ کے نچلی جانب پایا گیا۔ اب لوگوں نے اسے کعبہ کی ایک جانب میں لگا دیا۔ یہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔ سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ خوف سے اس کی جگہ گئے۔ مگر

سیلاب نے اس کی جگہ کا نشان مٹا دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو بلایا۔ آپ نے ان کی رائے لی۔ تمام لوگ بحث وتمحیص کے بعد اس کی جگہ پر متفق ہو گئے۔ جب آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو اس کو اس جگہ پر لوٹا دیا جہاں یہ آج ہے۔ یہی تحقیق ہے جس پر اہل سیر، تاریخ اور حدیث متفق ہیں۔ یہی اہل سنت کے محقق علماء کا موقف ہے۔ ان کے پیش روؤں میں امام مالک بن انس ہیں جنہوں نے نافع اور انہوں نے سیدنا عمر سے روایت کیا ہے۔ امام نووی نے اسے ترجیح دی ہے۔ امام ازرقی نے اسے ابن ابی ملیکہ سے اور کثیر بن کثیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سفیان بن عیینہ سے اور انہوں نے حبیب بن اشرس کے طریق سے روایت کیا ہے۔

سیدنا سفیان نے ارشاد فرمایا: عمرو بن دینار نے بھی ابن اشرس کی طرح کی روایت کی ہے۔ ابنِ حبان نے اس طرح دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور فاکھانی نے عمر بن دینار اور سفیان بن عیینہ سے اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح ان سے ازرقی نے روایت کیا ہے۔

یہ تمام راوی ثقہ اور عدول ہیں۔ جہلِ مرکب میں سے جو لوگ آئمہ جرح وتعدیل سے نہیں ہیں ان کی بکواس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ان روایات کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے جن کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی داؤد نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے سیدنا جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَمَلَ ثَلَاثَۃَ اَشْوَاطٍ وَ مَشٰی اَرْبَعًا حَتّٰی اِذَا فَرَغَ نَفَذَ اِلٰی مَقَامِ اِبْرَاھِیْمَ فَصَلّٰی خَلْفَہٗ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَرَءَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی.

الصحیح للمسلم، حج ١٤٧_١٥٠ السنن ابی داؤد، مناسك ٥٠_٥٦

البیھقی، التمھید لابن عبد البر، ٢:٧٥_٧٦ حلیۃ الاولیاء،

ترجمہ : تاجدارِ کائنات ﷺ نے تین چکروں میں رمل کیا۔ پھر چوتھا پھیرا کیا۔ پھر جب طواف سے فارغ ہو گئے تو مقامِ ابراھیم کی طرف گئے اور اس کے پیچھے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور پھر یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی...... وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

اس سے معلوم ہوا کہ مقام ابراھیم، بیت اللّٰہ سے ملا ہوا نہیں ہے بلکہ اس سے دور ہے۔

اس قول پر کہ حجرِ اسود کعبہ سے ملا ہوا تھا۔ اسے خانہ کعبہ میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لگایا۔ تو اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا اور پھر اس دور سے آج تک تمام امت کا اس پر اجماع رہا۔ اب بہر صورت اس کو اس کی جگہ سے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ جس طرح بیت اللہ شریف کو اس کی جگہ سے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ فرض محال اگر اس کو تبدیل کر دیا جائے تو پھر اس کا طواف اور اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا جائز نہ ہو گا۔ اور اس لئے بھی کہ جماعت سے جدا ہونا اور اجماعِ امت کا خلاف کرنا اسلام سے پھرنا ہے۔ اس پر پہلے اور بعد والے علماء کا اجماع ہے۔ جدا ہونے والے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور وہ جہنم کی طرف ہی جدا ہوا ہے۔

بادشاہ سعود کا اللّٰہ تعالیٰ بھلا کرے اس نے ان مطلق جاہلوں کی طرف توجہ نہیں کی۔

یہ بات بڑی واضح ہے کہ عبادت کی متعین جگہیں اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان یا اجماعِ امت سے ہیں۔ ان کی نقل اور تحویل شرعاً جائز نہیں ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے اس مقام کی تعظیم کی ہے اور اس کو کھلی نشانیوں سے قرار دیا ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۞ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ...... ﴾

قرآن الحکیم   ال عمران ۳:۹۷-۹۶

ترجمہ: بیشک پہلا (عبادت) خانہ جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے سب جہانوں کے لئے بڑا برکت والا ہدایت (کا سرچشمہ) ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں۔ (ان میں سے ایک) **مقام ابراھیم** ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے کے نشان کو کھلی نشانیوں سے قرار دیا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں کے آثار ہیں۔ یہ زمانہ قدیم سے پہلی امتوں سے قابلِ تعظیم رہے ہیں۔ ان کے آثار میں عبادت اور نماز ادا کی جائے تو اس میں عظیم برکت اور زیادہ اجر ہے۔ دوسری جگہوں پر ایسا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام تاجدارِ کائنات ﷺ سے عرض کرتے تھے کہ آپ ان کے گھروں کو مشرف فرمائیں اور ان کے گھروں میں ان کے لئے نماز ادا کریں۔ جہاں آپ نماز ادا کریں وہ جگہ ہمیشہ ان کے لئے برکت والی بن جائے اور تاجدارِ کائنات ﷺ صحابۂ کرام کی اس درخواست کو قبول فرما لیتے تھے۔

صالحین کے آثار سے برکات کے حصول کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿...... قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا﴾

قرآن الحکیم الکہف ۱۸:۲۱

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے کام پر غالب تھے کہنے لگے کہ بخدا ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے۔

تاکہ یہ اہل ایمان ان جگہوں میں اور ان کے قریب عبادت کریں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ ان جگہوں اور ان کے قریب عبادت کرنے میں زیادہ اجر ہے۔

اس میں بڑی واضح دلیل ہے کہ صالحین کے آثار برکت سے خالی نہیں ہیں۔ ان آثار سے برکات حاصل کرنا قربت ہے اور ان جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی مسجدیں عبادت کے لئے تعمیر کرنا اللہ تعالیٰ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔

صالحین کے وصال کے بعد بھی ان سے برکت حاصل کرنا جائز ہے۔

سیدنا عثمان بن عبد اللہ بن موھب سے وارد ہے:

اَرْسَلَنِیْ اَبِیْ اِلٰی اُمِّ سَلْمٰی بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءَ تْ بِجُلْجُلٍ مِّنْ فِضَّۃٍ فِیْہِ شَعْرٌ مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَکَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَیْنٌ اَوْ شَیْءٌ بَعَثَ اِلَیْھَا بِاِنَاءٍ فَخَضْخَضَتْ لَہٗ فَشَرِبَ مِنْہُ فَاطَّلَعْتُ فِی الْجُلْجُلِ فَرَأَیْتُ شَعْرَاتٍ حَمْرًا۔

الصحیح البخاری ، اللباس ٥٨٩٦

ترجمہ : میرے والدِ گرامی نے مجھے ام المومنین سیدہ ام سلمی رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا۔ آپ چاندی کی ایک نلی لائیں۔ اس میں تاجدارِ کائنات ﷺ کے مبارک بالوں میں سے کچھ بال تھے۔ جب کسی انسان کو آنکھ لگ جاتی یا کوئی اور عارضہ لاحق ہو جاتا تو وہ برتن دے کر آپ کے پاس بھیجتا۔ آپ اس نلی کو اس برتن میں ڈبو دیتیں اور وہ شخص اس پانی کو پی لیتا۔ میں نے اس نلی میں جھانکا تو اس میں سرخ رنگ کے بال تھے۔

اسی طرح سیدہ ام سلمی رضی اللہ عنہا کے پاس تاجدارِ کائنات ﷺ کے کپڑے تھے۔ جو شخص بیمار ہوتا تو وہ کسی کو ان کی طرف بھیجتا۔ آپ اس کپڑے کو بھگوتیں اور ایک برتن میں نچوڑ دیتیں اور اس پانی کو مریض کی طرف بھیج دیتیں۔ وہ مریض اس پانی کو پیتا اور اس سے غسل کرتا۔

تاجدارِ کائنات ﷺ کے آثار سے برکات حاصل کرنے پر بہت سی احادیث وارد ہیں۔ مگر صاحبِ توفیق کے لئے اس سے کم بھی کافی ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ قَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اِنَّ اٰیَۃَ مُلْکِہٖٓ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ بَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَ اٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾

قرآن الحکیم البقرہ ٢:٢٤٨

ترجمہ : اور انہیں ان کے نبی نے کہا کہ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس

ایک صندوق آئے گا اس میں تمہارے رب کی طرف سے تسلی (کا سامان) ہوگا اور (اس میں) بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جنہیں اولادِ موسیٰ اور اولادِ ھارون چھوڑ گئی ہے۔ اس صندوق کو فرشتے اٹھالائیں گے۔ بیشک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان

دار ہو۔

یہ تابوت ایک صندوق تھا۔ اس میں آلِ موسیٰ اور آلِ ھارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ تھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نعلین مبارک اور عصا مبارک تھا۔ سیدنا ھارون علیہ السلام کا عمامہ شریف تھا۔ مَن جو ان پر نازل ہوتا تھا اس کا ٹکڑا تھا۔

دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی تعظیم کی۔ فرشتوں سے ان کو اُٹھوایا۔ اس میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نعلین مبارک اور سیدنا ھارون علیہ السلام کا عمامہ شریف تھا۔ ان چیزوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی اس سے بڑی عنایت کیا ہوسکتی ہے۔

اولاً: سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے سیدنا داؤد علیہ السلام تک ایک لمبا زمانہ ہے اس وقت ان کی حفاظت کی۔

ثانیاً: ان کو فرشتوں سے اُٹھوایا کیونکہ اس میں اس کے دو نیک بندوں کے آثار تھے۔ یہ مبارک جوتے اور اس صندوق کی دوسری چیزیں، انبیاءِ کرام کے پہنے جانے والے کپڑے اور کھائی جانے والی خوراک کس قدر برکتوں والے تھی۔ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے اُٹھایا۔

ان آثار کی پھر اس سے بڑھ کر اور تشریف کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے اسے نشانی قرار دیا۔ رہے بے ایمان تو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھنے سے پردے میں ہوتے ہیں اور ظاہراً اور باطناً ان کے شرف اور ان کی برکات کی معرفت سے محروم ہوتے ہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آخر میں ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴾

ترجمہ : بیشک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان دار ہو۔

اس کی آیات کی پہچان کے لئے ایمان شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے تالوں کو کھولے تا کہ ہم وہ سمجھ سکیں جو وہ ہمیں سمجھانا چاہتا ہے۔

خاصۂ کلام یہ ہے کہ نیک بندوں کے آثار سے برکات حاصل کرنا مشروع ہے، ان برکات کی تاثیر معلوم ہے اور قرآن وحدیث اس پر گواہ ہیں۔

اگر کچھ بھی اور وارد نہ ہوتا تو یہی کافی تھا جو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے سیدنا یوسف علیہ السلام کی قمیص کی برکات کو بیان کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنَ ۞ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۞ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ج اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

قرآن الحکیم یوسف ۱۲:۹۶-۹۵-۹۴-۹۳

ترجمہ : میرا یہ پیراہن لے جاؤ پس اسے میرے باپ کے چہرہ پر ڈالو وہ بینا ہو جائیں گے۔اور (جاکر) اپنے سب اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ۔اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا (تو ادھر کنعان میں) ان کے باپ نے فرمایا کہ میں یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بیوقوف خیال نہ کرو۔گھر والوں نے کہا بخدا! (باباجی!) آپ اپنی اس پرانی محبت میں مبتلا ہیں۔پس جب خوشخبری سنانے والا آ پہنچا (اور) اس نے وہ پیراہن آپ کے چہرہ پر ڈالا تو وہ فوراً بینا ہو گئے۔آپ نے (فرط مسرت سے) کہا (دیکھو) کیا میں تمہیں نہیں

کہا کرتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ (کے جتانے) سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے آثار سے برکات کا حصول قبلِ تعریف اور سنتِ مشروعہ ممدوحہ اور محمودہ ہے جیسا کہ قرآن اور احادیث ناطق ہیں تو مخالف یقیناً قابل مذمت اور دھتکارا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے۔

ہمیں کیا ہے، اعتراض تو ان پر ہے۔ اس بات کو سمجھ۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب سے یہ دلیلیں میرے ذہن میں آئیں۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَكْرِمُوا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ فَضْلَةِ طِيْنَةِ اَبِيْكُمْ آدَمَ وَ لَيْسَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ شَجَرَةٍ وَلَدَتْ تَحْتَهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ.

الضعفاء ،الضعفاء للعقيلي، ٤:٢٥٦ الكامل في الضعفاء لابن عدى، ٦:٢٤٢٤

الموضوعات لابن جوزى، ١:١٨٤ الدرر المنتشرة في الاحاديث المشتهرة للسيوطى، ٤٢ البداية و النهاية لابن كثير، ٢:٦٦

تذكرة الموضاعات لابن القيسراني، ١٣٢ الطب لابن السني، الطب لابي نعيم، مسند ابو يعلى،

ترجمہ: اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ تمہارے باپ کی مٹی سے بچے ہوئے حصہ سے بنائی گئی ہے۔ درختوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ درخت عزیز ہے جس کے نیچے سیدہ مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے ہاں پیدائش ہوئی۔

اسے ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابن ابی حاتم نے اور عقیلی نے الضعفاء میں ابنِ عدی نے الکامل میں، ابن السنی نے، ابو نعیم نے طب میں اور ابن مردویہ نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ کے ہاں اس درخت کی تشریف کو دیکھ جو سیدنا آدم علیہ السلام کی مٹی کے بچے ہوئے حصہ سے پیدا کیا گیا۔ اور اس درخت کی اللہ تعالیٰ کے ہاں عظمت کو دیکھ جس کے نیچے سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے نیک بندوں کے آثار کی رعایت فرماتا رہا ہے۔ اس کا انکار سراسر جہالت ہے۔

اسی طرح امام بیھقی نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِنَّهٗ اَوَّلُ مَا اَسْرٰی بِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بِاَرْضٍ ذَاتَ نَخْلٍ

فَقَالَ لَهٗ جِبْرَائِیْلُ :اِنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلّٰی

فَقَالَ : صَلَّیْتُ بِیَثْرَب.

ثُمَّ مَرَّ بِاَرْضٍ بَیْضَاءَ فَقَالَ :اِنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلّٰی

فَقَالَ صَلَّیْتُ بِمَدْیَنَ (یَعْنِیْ عِنْدَ قَبْرِ مُوْسٰی)

ثُمَّ مَرَّ بِبَیْتِ لَحْمٍ فَقَالَ : اِنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلّٰی

فَقَالَ : صَلَّیْتُ حَیْثُ وُلِدَ عِیْسٰی

البیھقی ،

ترجمہ : جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو کھجوروں والی سرزمین سے گذر ہوا۔

سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: نیچے اُتریں اور دعا فرمائیں۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے یثرب میں دعا فرمائی۔

پھر ایک سفید زمین سے گذر ہوا۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: نیچے اترئے اور دعا فرمائیں۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے مدین میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر

کے قریب دعا فرمائی۔

پھر بیت اللحم کے نزدیک سے گزرے۔سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: نیچے اُتریں اور دعا فرمائیں۔تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

یہاں ایک نکتہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں اترنے کے لئے عرض کیا جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر تھی اور جہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔آپ نے ان جگہوں پر نماز ادا کی۔کیونکہ یہ ان جگہوں پر برکتیں تھیں اور صالحین کی قبروں کے پاس اور مبارک جگہوں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

اور صلوٰۃ کا لغوی معنیٰ دعا ہے۔آپ اسی لئے ان جگہوں پر اترے تھے۔

دیکھیں! اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مقامات کی کیا عظمتیں ہیں کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری سے نیچے اترنے کے لئے عرض کر رہے ہیں ان تمام مبارک جگہوں جیسے یثرب جو تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہے۔پر دعا کرنے کے لئے عرض کر رہے ہیں۔اس پر عنایتِ الٰہی سبقت کر گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کی جگہ ہے۔آپ کی حکمرانی کی جگہ ہے اور آپ کی قبرِ انور کی جگہ ہے۔اور یہ ان جگہوں میں سے ہے جن کی برکت سے دعائیں قبول ہوتیں ہیں۔اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی جگہ کے پاس۔حالانکہ آپ اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں مدعو تھے۔اپنے پروردگار، آقا اور مولا کی طرف جا رہے تھے۔اور جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے استاذ، معلم اور راہبر تھے۔صالحین کے مقامات کی اس سے بڑی کیا عظمت ہو سکتی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف جا رہے ہیں ان جگہوں سے گذر رہے ہیں۔ان جگہوں پر نوافل پڑھ رہے ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں۔اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کر رہے تھے۔

پاک ہو وہ ذات جو اپنے اولیاء پر وہی دلیل بناتا ہے جو اس کی طرف دلیل ہوتا ہے اور انہیں کی طرف بھیجتا ہے جن کو اپنی طرف بلانا چاہتا ہے۔ اور انبیاءِ کرام ولایت کے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں۔

تمام جگہوں سے بڑھ کر برکت والی جگہ مکۃ المکرمہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادت کی جگہ ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کی پیروی میں وہاں نماز اور دعا قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ جبرائیل امین علیہ السلام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی جگہ میں نماز ادا کرنے اور دعا کرنے کے لئے عرض کیا۔ اس جگہ پر عمارت کھڑی کرنا اور اس جگہ کو صاف رکھنا چاہیئے جس طرح یہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے زمانہ میں تھی۔ آپ سارے رسولوں سے افضل ہیں۔ اور آپ سے منسوب جگہیں بھی ساری جگہوں سے افضل ہیں۔ آپ کی قبر مبارک ساری قبروں سے افضل ہے۔

امام نووی نے ذکر کیا:

جس شخص کو شہر مدینہ کی حاضری نصیب ہو اس کے لئے سنت ہے کہ قبرِ انور کی حاضری کے بعد مدینہ طیبہ کے کنوؤں پر جائے۔ یہ مدینہ والوں کے ہاں مشہور ہیں۔ یہ 19 کنویں جہاں تاجدارِ کائنات ﷺ نے وضو فرمایا، یا غسل فرمایا، یا وہاں سے پانی پیا برکت کے حصول کے لئے زیارت کرنے والے کو وہاں وضو کرنا چاہیے یا غسل کرنا چاہیے یا وہاں سے پانی پینا چاہیے۔

اسی طرح مدینہ طیبہ کی مسجدوں میں جانا سنت ہے اور یہ تقریباً 30 مسجدیں ہیں۔ میں نے حاشیہ ایضاح میں ذکر کیا ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے آثار کی برکت کے حصول کے لئے وہاں نوافل ادا کرنے چاہیے۔ وہاں میں نے اس پر دلائل بھی عرض کئے ہیں۔

جہاں تاجدارِ کائنات ﷺ نے نماز ادا کی یا وہاں سے گذرے یا وہاں پر پڑاؤ کیا ان جگہوں کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلاش کر کے وہاں پر نماز ادا فرماتے، پڑاؤ

کرتے اور وہاں سے گزرتے تھے۔

اسی لئے علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

تاجدارِ کائنات کی تعظیم اور تکریم سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تمام چیزوں کی، تمام مشاہد، تمام معاہد، تمام ملامس اور تمام معارف کی تعظیم اور تکریم کی جائے۔ یہ وصیت کافی، وافی اور جامع ہے۔ صاحب ایمان کو ایسا کرنا چاہیے اگر وہ صاحب ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے کرے۔

صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین اور ان کی اقتداء کرنے والے بیت اللہ شریف کے اندر اس جگہ کو تلاش کرتے تھے جہاں تاجدارِ کائنات ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ حالانکہ تمام بیت اللہ شریف ہی برکت کی جگہ ہے لیکن تاجدارِ کائنات کی نماز کی جگہ زیادہ برکت والی ہے۔ اگر اس جگہ زیادہ برکتیں نہ ہوتیں تو سلف اور خلف کبھی اسی جگہ کو تلاش نہ کرتے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود سے فرمایا تھا۔

قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَمْ اَرَ النَّبِیَّ ﷺ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ.

ترجمہ: میں جانتا ہوں کہ تو نہ فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ اگر میں تاجدارِ کائنات ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔

الصحیح البخاری، الحج ٦٠ الصحیح للمسلم، حج ٢٥٠

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے وصال کے بعد ان کے آثار سے برکت حاصل کرنا مشروع ہے۔ اس پر قرآنِ حکیم کی صراحت اور صحیح احادیث گزر چکی ہیں۔

اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔